© rasailojaraid.com

ان دونوں شاعروں کی شاعری میں رنج وغم کی آمیزش ہے بالخصوص ناجی کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ رنج وغم، بدقسمتی اور ذلت حصہ میں ملی تھی۔ اپنے اشعار میں اس نے درماندہ اور حیران و پریشان شخص کا ذکر کیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس کی زندگی زہر کا پیالہ تھی۔

ابراہیم ناجی نے اپنے زمانہ کی سیاست اور وطنیت کی تصویر کشی نہیں کی بلکہ اس کی شاعری کا موضوع اس کی اپنی ذات ہے۔ اپنی بدقسمتی و ناامیدی کو اس نے پیش کیا۔ اس کے سارے قصائد رنج وغم میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ قصیدہ "الناي المحترق" اور "العودة" میں اپنے رنج وغم کی داستان اور ایام شباب کے پردرد واقعات کو نہایت اچھے انداز میں قلم بند کیا۔ اس نے ایک ایسی محبت کا ذکر کیا جو وقت سے پہلے مرجھا گئی۔[1] اس کے چند اشعار پیش ہیں:

هذه الكعبة كنا طائفيها　　المصلين صباحا ومساء
دار احلامي وحبي لقيتنا　　في جمود مثل ما تلقي الجديد
كم سجدنا وعبدنا الحسن فيها　　كيف بالله رجعنا غرباء
انكرتنا وهي كانت اذ رأتنا　　يضحك النور الينا من بعيد
رفرف القلب بجنبي كالذبيح　　وأنا اهتف يا قلب اتئد[2]

اس نے قصیدہ میں اپنی افسردگی کی تصویر پیش کی ہے۔ اس کے یہاں کوئی امید نظر نہیں، ابراہیم ناجی کو حال و مستقبل سے کبھی کوئی امید نہیں رہی۔ وہ ہمیشہ ناامیدیوں اور محرومیوں میں ڈوبا رہا۔

۱۔ اعلام النثر والشعر في العصر العربي الحديث ۲/۱۰۸
۲۔ مختارات من الشعر العربي الحديث ص ۷۶

© rasailojaraid.com